

# نور الإخلاص

وَضَلَّاتُ إِرَادَةِ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الآخِرَةِ  
فِي ضَوْءِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

(باللغة الأردنية)

تأليف

سَعِيدُ بْنُ عَجَلَى بْنِ وَهْبٍ الْقَطَوَانِي



ترجمه إلى اللغة الأردنية  
عنايت الله بن حفيظ الله السنابلي  
راجع الترجمة  
أبو المكرم عبد الجليل (رحمه الله)  
أشرف المؤلف على الترجمة ومراجعتها وتصحيحها

5 ر س

# إخلاص كَانُور

اور

اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں  
کتاب وسنت کی روشنی میں

تأليف

سَعِيدُ بْنُ عَجَلَى بْنِ وَهْبٍ الْقَطَوَانِي



ترجمه: عنایت اللہ بن حفيظ اللہ سنابلی  
نظر ثانی: ابوالمکرم بن عبد الجلیل رحمة الله  
مولف کی زیر نگرانی ترجمہ و تصحیح شدہ

SR5



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده أما بعد

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيف الله هندي الجنسية معروف لدي منذ طويلاً بسلامته المنهج والمعتقد وقد كان والميزة (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرجه بتقدير ممتاز، ولعرفتي بسلامته منحه أذنت له بتترجمة آية كتاب من كتبي يرغب في ترجمته وقد ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتاباً راجعنا منها الكتاب فوجدناها مترجمة وأوصي من يرى تركيبي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك سواء كان ذلك في الترجمة أو غيره من الأعمال حسبيه وصدقته، وسلامته معتقده، هكذا أحسبه والله

قاله وكتبه

الفقيه إلى الله تعالى

د. سعيد بن وهف القحطاني  
١٤٣١ هـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من سعيد بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيف الله سلمه الله تعالى.

بن حفيف الله سلمه الله تعالى.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام

بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيراً.

موازين حسناتكم وجزاكم الله خيراً.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوك ومحبك في الله

د. سعيد بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١ هـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيف الله هندي الجنسية معروف لدي منذ دهر طويل

بسلامته المنهج والمعتقد، وقد كان داعية (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة

بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرج

بتقدير ممتاز، ولعرفتي بسلامته منحه أذنت له بتترجمة أي كتاب من كتبي يرغب في ترجمته، وقد

ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتاباً، راجعنا منها أربعة عشر كتاباً فوجدناها مترجمة ترجمة

سليمة على منهج أهل السنة والجماعة.

وأوصي من يرى تركيبي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك، سواء

كان ذلك في الترجمة أو غيرها من الأعمال، لأمانته، وصدقته، وسلامته معتقده، هكذا أحسبه والله

حسيبه ولا أزكي على الله أحداً. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

قاله وكتبه الفقير إلى الله تعالى

د. سعيد بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١ هـ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من سعيد بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيف الله سلمه الله تعالى

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا

الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيراً.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

أخوك ومحبك في الله  
١٤٣١/٥/١١ هـ

## عرض مترجم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على أشرف  
الأنبياء والمرسلين نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين،  
أما بعد:

کسی بھی عمل کی قبولیت کے لئے دو بنیادی شرطوں کا پایا جانا بے حد  
ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک شرط کا فقدان اس عمل کی قبولیت سے مانع  
ہوگا، پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عمل خالص اللہ کی ذات کے لئے کیا گیا ہو، دوسری  
شرط یہ ہے کہ وہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان  
دونوں شرطوں کو مختلف آیات میں بیان فرمایا ہے، تاہم درج ذیل آیت  
کریمہ میں دونوں شرطیں یکجا بیان فرمائی ہیں، ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا

يُشْرِكُ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١﴾

لہذا جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

معروف عابد و زاہد حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ

عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ﴾ (۲)۔

جس نے موت و حیات کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون ”اچھا عمل“ کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

”اچھا عمل“ یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعلی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ تو فرمایا: ”عمل جب خالص اللہ کے لئے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت)

(۱) سورۃ الکہف: ۱۱۰۔

(۲) سورۃ الملک: ۲۔

خالص اور درست ہو، اور خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو، اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو (۱) اور پھر سورہ کہف کی مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔

اخلاص عبادت کی روح ہے، اس کے بغیر ساری عبادتیں بے جان ہیں، لیکن افسوس کی اسلامی معاشرہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اخلاص کلی طور پر عنقا ہو گیا ہو، نمازی کی نماز میں اخلاص نہیں، روزہ دار کے روزے میں اخلاص نہیں، صدقہ کرنے والے کے صدقہ میں اخلاص میں نہیں، ایک مدرس کی تدریس میں اخلاص نہیں، ایک طالب علم کی طلب میں اخلاص نہیں، ایک ملازم کی ملازمت میں اخلاص نہیں، ایک چوکیدار کی چوکیداری میں اخلاص نہیں، غرض کوئی بھی شخص اپنی ذمہ داری اخلاص کے ساتھ نہیں نبھاتا، الامن رحم اللہ، تمام اعمال میں اخلاص کی جگہ ریا و نمود، دکھاوا، شہرت، نام طلبی اور دنیا کے حصول نے لے لی ہے، درحقیقت یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے، اور جب صورت حال ایسی ہے تو مخلصین کیلئے کئے گئے وعدہ الہی کے مستحق ریا کار، شہرت پسند دنیا پرست لوگ کیونکر ہو سکتے ہیں؟

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم، ۲/۸۹۔



زیر نظر کتاب میں سعودیہ عربیہ کے معروف صاحب علم ڈاکٹر سعید بن علی قحطانی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر کتاب و سنت روشنی میں مدلل گفتگو کی ہے اور اس کے تمام گوشوں کا مختصراً احاطہ کیا ہے، فخر اہ اللہ خیر الجراء۔

راقم کی یہ چھٹی طالب علمانہ کاوش ہے جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے، میں اپنے تمام اسلامی بھائیوں بالخصوص طالبان علوم نبویہ کے سامنے اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے اللہ ذوالجلال کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی و تربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و عقبیٰ کی بھلائیاں سے نوازے اور اسے ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، نیز اپنی اہلیہ اہل خانہ اور جملہ معاونین کا شکر ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

بعدہ فاضل بھائی جناب فضیلۃ الشیخ ابوالمکرم عبدالجلیل حفظہ اللہ (مترجم وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد-ریاض) کا شکر یہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے انتہائی ژرف نگاہی ہے کتاب کی نظر ثانی کی اور

تصحیح فرمائی اور پھر کتاب کی کتابت، طباعت اور دیگر ضروری امور میں بھرپور تعاون سے نوازا، نیز دیگر معاونین کا بھی ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے کتاب میں کسی بھی طرح سے ہاتھ بٹایا، جزا ہم اللہ خیرا۔

اخیر میں تمام اہل علم اور طالبان علم سے میری پر خلوص درخواست ہے کہ اگر کتاب میں کسی بھی قسم کی فرو گذاشت نظر آئے تو بشکر و امتنان ضرور مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ اردو داں حلقہ کو فائدہ پہنچائے نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح، ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاص قول و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ وسلم علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین.

۲۵/صفر بروز جمعرات ابو عبداللہ/عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

مدینہ طیبہ، مملکت سعودیہ عربیہ

## مُقَدِّمَةٌ

إِن الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ، وَنُسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ  
بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهِ وَأَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا  
مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى  
يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا، أَمَا بَعْدُ :

اخلاص کے نور اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیوں کے سلسلہ  
میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں میں نے اخلاص کا مفہوم اس کی  
اہمیت اور اچھی نیت کا مقام بیان کیا ہے اور نیک عمل سے دنیا طلبی کی

خطرناکی، دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں، ریا کاری کی خطرناکی، اس کے انواع و اقسام، عمل پر اس کے اثرات اور ریا کاری کے اسباب و محرکات نیز حصول اخلاص کے طریقے ذکر کئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اخلاص نصرت و مدد اللہ کے عذاب سے نجات، دنیا و آخرت میں بلندی درجات کا سبب ہے، مخلص انسان سے اللہ عزوجل کی محبت اور پھر زمین و آسمان والوں کی محبت سے سرفرازی کا سبب اخلاص ہی بنتا ہے، یہ درحقیقت ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے و دیتا ہے فرماتا ہے ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ﴾ (۱)۔

اور جسے اللہ تعالیٰ ہی نور عطا نہ کرے اس کے پاس کوئی نور نہیں ہوتا۔ اور آخرت کے عمل سے دنیا طلی تہ بہ تہ گھٹا ٹوپ تاریکیاں ہیں، کیونکہ آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنا کمال توحید کے منافی ہے اور وہ جس عمل میں شامل ہوتی ہے اسے برباد کر دیتی ہے اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

(۱) سورۃ النور: ۲۰۔

﴿مَنْ كَانَ يَرِيدَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِاطِلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (۱)۔

جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے، اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

☆ پہلا مبحث: اخلاص کا نور۔

(۱) سورۃ ہود: ۱۵، ۱۶۔



پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم۔

دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت۔

تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات۔

چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد و ثمرات۔

☆ دوسرا بحث: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں۔

پہلا مطلب: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی۔

دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں۔

تیسرا مطلب: ریا کاری کی خطرناکی اور اس کے نقصانات۔

چوتھا مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور اس کی باریکیاں۔

پانچواں مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور عمل پر اس کے اثرات۔

چھٹا مطلب: ریا کاری کے اسباب و محرکات۔

ساتواں مطلب: اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج۔

میں اللہ عزوجل سے اس کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں

کہ جب اس کے ذریعہ اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا کرتا ہے اور جب

اس کے ذریعہ اس سے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول کرتا ہے کہ وہ اس تھوڑے

سے عمل کو مبارک اور خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور اس کے مولف اس

کے پڑھنے والے نیز اس کے چھاپنے اور نشر کرنے والے کو جنت کے

(مقام) فردوس اعلیٰ سے قریب کرنے والا بنائے اور اسے میرے لئے میری

زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس شخص تک بھی یہ کتاب

پہنچے اسے اس کے ذریعہ فائدہ پہنچائے، بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر

ذات ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید

وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کار ساز ہے، اور نیکی کی

توفیق اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اللہ بالا و برتر ہی کی طرف سے ہے۔

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ وأصحابہ

ومن تبعہم بإحسان إلی یوم الدین.

مؤلف

تحریر کردہ بروز منگل بوقت عصر مطابق ۱۶/۱۰/۱۴۱۹ھ

پہلا بحث:

## اخلاص کا نور

پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم:

اخلاص کی لغوی تعریف (مفہوم):

”خلص یخلص خلوصاً“ کے معنی صاف ہونے اور آمیزش کے زائل ہو جانے کے ہیں، کہا جاتا ہے: ”خلص من ورطته“ یعنی وہ اپنے بھنور سے محفوظ رہا اور نجات پا گیا، اور کہا جاتا ہے: ”خلصه تخلصاً“ یعنی اس نے اسے چھٹکارا اور نجات دلوایا۔ اور اطاعت میں اخلاص کے معنی ریا کاری ترک کر دینے کے ہیں (۱)۔

اخلاص کی حقیقت (اصطلاحی تعریف):

---

(۱) المعجم الوسيط/ ۱، ۲۳۹، مختار الصحاح، ص ۷۷۔

اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے محض اللہ واحد کی قربت کا طالب ہو۔

اہل علم نے اخلاص کی کئی تعریفیں ذکر کی ہیں جو ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں:

۱- ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اطاعت میں تنہا مقصود جاننا اخلاص کہلاتا ہے۔

۲- ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ بندہ کے اعمال ظاہر و باطن ہر دو صورت میں برابر ہوں، اور ریا کاری یہ ہے کہ بندے کا ظاہر اس کے باطن سے بہتر اور اچھا ہو، اور سچا اخلاص یہ ہے کہ بندے کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ پختہ اور پائیدار (بارونق) ہو۔

۳- ایک تعریف یہ کی گئی ہے کہ عمل کو ہر طرح کی آمیزش سے پاک و صاف رکھنا اخلاص کہلاتا ہے (۱)۔

سابقہ تعریفوں سے واضح ہوا کہ اخلاص: عمل کو اللہ واحد کی طرف

(۱) مدارج السالکین لابن القیم ۹۱/۲۔

پھیرنے اور اس سے قربت حاصل کرنے کا نام ہے، جس میں کوئی ریا و نمود، زائل ہونے والے ساز و سامان کی طلب اور بناوٹ نہ ہو، بلکہ بندہ صرف اللہ واحد کے ثواب کی امید کرے، اس کے عذاب سے ڈرے اور اس کی رضا مندی کا حریص ہو۔

اسی لئے امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”لوگوں کی وجہ سے عمل ترک کر دینا ریا کاری اور لوگوں کی خاطر عمل کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں چیزوں سے عافیت میں رکھے (۱)۔“

مسلمان کی زندگی میں اخلاص یہ ہے کہ وہ اپنے قول و عمل، جملہ تصرفات اور ساری تعلیمات و توجیہات سے صرف اللہ واحد کی ذات کا قصد کرے جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی پالنے والا ہے۔

### دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق یعنی جن و انس کو تنہا اپنی عبادت کے لئے پیدا

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین لابن القیم ۹۱/۲۔



فرمایا ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور تمام مکلفین (جن پر شریعت کے احکام لاگو ہوتے ہیں) کو اخلاص کا حکم دیا ہے فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (۱)۔

اور انہیں صرف اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔  
نیز ارشاد ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ، أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ (۲)۔

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، لہذا آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔ خبردار! دین خالص اللہ ہی کا حق ہے۔

(۱) سورة البينة: ۵۔

(۲) سورة الزمر: ۲، ۳۔

مزید ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (۱)۔

آپ کہہ دیجئے کہ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان (تابع فرمان) ہوں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (۲)۔

جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم

(۱) سورة الانعام: ۱۶۳، ۱۶۴۔

(۲) سورة الملك: ۲۔

میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اچھا عمل“ یعنی سب سے خالص اور درست ترین عمل، لوگوں نے عرض کیا: اے ابوعلی! سب سے خالص اور درست عمل کیا ہے؟ فرمایا: ”عمل جب خالص اللہ کے لئے ہو لیکن درست نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا، اور اگر درست ہو خالص نہ ہو تو بھی قبول نہیں ہوتا، یہاں تک کہ (بیک وقت) خالص اور درست ہو، خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضا کے لئے کیا گیا ہو اور درست کا مطلب یہ ہے کہ سنت نبوی کے مطابق ہو (۱)، پھر انھوں نے درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کی تلاوت فرمائی:

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ (۲)۔

کہہ دیجئے کہ میں تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہوں، میری طرف

(۱) مدارج السالکین ۲/۸۹۔

(۲) سورة الكهف: ۱۱۰۔

وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔

نیز ارشاد باری ہے:

﴿ وَمَن أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ ﴾ (۱)۔

دین کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے اور نیکو کار ہو۔

”اسلام وجہ“ اللہ واحد کے لئے ارادہ و عمل کو خالص کرنے کا نام ہے اور ”احسان“ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ کی سنت طیبہ کی پیروی کا نام ہے (۲)۔

(۱) سورة النساء: ۱۲۵۔

(۲) مدارج السالکین ۲/۹۰۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ثلاث لا يغفل عليهن قلب مسلم: إخلاص العمل لله، ومناصحة ولاة الأمر، ولزوم جماعة المسلمين، فإن دعوتهم تحيط من ورائهم“ (۱)۔

تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں کسی مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا: اللہ کے لئے اخلاص عمل، حکام و امراء کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ ان کی دعا انہیں انکے پیچھے سے گھیرے ہوتی ہے۔

اخلاص مسلمان کے عمل کی روح اور اس کی سب سے اہم خوبی ہے، اخلاص کے بغیر اس کی ساری کوشش و کارکردگی بکھرے ہوئے ذرات کی

(۱) سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، ۳۴/۵، حدیث نمبر: (۲۶۵۸) بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، مسند احمد ۱۸۳/۵، بروایت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مشکاة المصابیح (۷۸/۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

مانند ہے۔

ائمہ اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اخلاص دل کے اہم ترین اعمال میں سے ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اللہ پر توکل و اعتماد اس کے لئے اخلاص اس سے ڈرنے اور امید و ابستہ کرنے کے لئے دل کے اعمال ہی اصل اور بنیاد ہیں، اور اعضاء و جوارح کے اعمال اس کے تابع ہوتے ہیں کیونکہ نیت کی حیثیت روح کی اور عمل کی حیثیت اعضاء جسمانی کی ہے کہ جب جسم کا رشتہ روح سے ٹوٹتا ہے تو وہ مرجاتا ہے، چنانچہ دلوں کے احکام کی معرفت اعضاء و جوارح کے احکام کی معرفت سے زیادہ اہم ہے۔

لہذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اللہ عز و جل کے لئے مخلص ہو، وہ ریاضت و نمود اور لوگوں کی مدح و ستائش کی خواہش نہ کرے، بلکہ محض اللہ عز و جل کی ذات کا ارادہ کرے، اسی کی خوشنودی کے لئے نیک اعمال انجام دے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:



﴿قل هذه سبيلي أدعوا إلى الله﴾ (۱)۔

کہہ دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔  
نیز ارشاد ہے:

﴿ومن أحسن قولا ممن دعا إلى الله﴾ (۲)۔

اس شخص سے بہتر بات اور کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف  
دعوت دے رہا ہو۔

اخلاص تمام مسلمانوں پر واجب ہونے والا سب سے عظیم وصف  
(خوبی) ہے، تاکہ وہ اپنی دعوت و عمل سے محض ذات الہی اور دار آخرت  
(جنت) کے طلبگار اور لوگوں کی اصلاح کے اور انہیں تاریکیوں سے نکال  
کر روشنی کی طرف لانے کے خواہاں ہوں (۳)۔

تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات:

(۱) سورۃ یوسف: ۱۰۸۔

(۲) سورۃ حم السجدہ: ۳۳۔

(۳) دیکھئے: مجموع فتاویٰ سماحہ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ ۱/۳۴۹ و ۲/۲۲۹۔

نیت عمل کی اساس و بنیاد اور اس کا وہ ستون ہے جس پر عمل کا دار و مدار  
ہے؛ کیونکہ نیت عمل کی روح اور اس کا قائد و رہبر ہے، اور عمل نیت کے  
تابع ہے، عمل کی صحت و خرابی نیت کی صحت و خرابی پر موقوف ہے، نیک نیتی  
سے توفیق اور بد نیتی سے رسوائی حاصل ہوتی ہے، نیت ہی کے اعتبار سے  
دنیا و آخرت کے مراتب و درجات میں فرق آتا ہے (۱)، اسی لئے نبی  
کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إنما الأعمال بالنیات وإنما لكل امرء ما  
نوی...“ (۲)۔

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس  
کی اس نے نیت کی ہے...۔  
اور اللہ عز و جل کا ارشاد ہے:

(۱) دیکھئے: النبیہ و اثرہ فی الاحکام الشرعیۃ، از ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان ۱/۱۵۱۔

(۲) متفق علیہ بروایت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: صحیح بخاری، کتاب بدء الوجدی، باب کیف  
کان بدء الوجدی الی رسول اللہ ﷺ ۹/۱، حدیث نمبر: (۱)، مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ:  
”إنما الأعمال بالنیة“ ۳/۱۵۱۵، حدیث نمبر: (۱۹۰۷)۔

﴿لا خير في كثير من نجواهم إلا من أمر بصدقةٍ أو معروفٍ أو إصلاحٍ بين الناس ومن يفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نؤتيه أجراً عظيماً﴾ (۱)۔ ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں، ہاں! بھلائی اس کے مشوروں میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے، اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادے سے یہ کام کرے اسے ہم یقیناً بہت بڑا اجر و ثواب دیں گے۔

یہ ارشاد ربانی نیت کے مقام و مرتبہ اور اس کی اہمیت پر دلالت کرتا ہے، نیز یہ کہ اللہ کی طرف دعوت دینے والوں اور دیگر مسلمانوں کے لئے نیت کی اصلاح ضروری ہے، کیونکہ اگر نیت درست ہوگی تو بندہ بیش بہا اجر و ثواب سے نوازا جائے گا، اگرچہ اس نے محض سچی نیت ہی کی ہو عمل نہ کیا ہو، اسی لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱) سورة النساء: ۱۱۴۔

”إذا مرض العبد أو سافر كتب له مثل ما كان يعمل مقيماً صحيحاً“ (۱)۔

جب بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو بھی حالت اقامت اور صحت مندی کے عمل طرح اس کا عمل (اور اجر) لکھا جاتا ہے۔ نیز فرمایا:

”ما من امریءٍ تكون له صلاةٌ بلیلٍ فيغلبه عليها نومٌ إلا كتب له أجرٌ صلاته و كان نومه عليه صدقة“ (۲)۔ جس شخص کا بھی رات میں اٹھ کر نماز پڑھنے کا معمول ہوتا ہے اور کبھی اس پر نیند غالب آجاتی ہے تو اس کے لئے اس نماز کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کی نیند اس کے لئے صدقہ قرار پاتی ہے۔

(۱) بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب: يكتب للمسافر ما كان يعمل في الاقامة ۳/۲۰۰، حدیث نمبر: (۲۹۹۶)۔

(۲) ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب من نوى القيام فنام ۲/۲۳، حدیث نمبر: (۱۳۱۳)، نسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب من كان له صلاة بلیل فغلبه عليها نوم ۳/۲۷۵، حدیث نمبر: (۱۷۸۳) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (۲/۲۰۴) اور صحیح الجامع (۵/۱۶۰)، حدیث نمبر: (۵۵۶۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نیز فرمایا:

”من توضأ فأحسن الوضوء ثم خرج إلى المسجد فوجد الناس قد صلوا أعطاه الله مثل أجر من صلى وحضر لا ينقص ذلك من أجره شيئاً“ (۱)۔

جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پھر مسجد جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے مسجد میں حاضر ہو کر نماز ادا کرنے والوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے؛ اس سے اس کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

”من سأل الله الشهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء وإن مات على فراشه“ (۲)۔

(۱) ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب فیمن خرج یرید الصلاة فسبق بها/۱۵۴، حدیث نمبر: (۵۶۴)، نسائی، کتاب الامامة، باب حدادراک الجماعة/۲، حدیث نمبر: (۸۵۵) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں: ”اس کی سند قوی ہے“ ۶/۱۳۷۔  
(۲) صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب استحباب طلب الشهادة فی سبیل اللہ تعالیٰ/۳، ۱۵۱۷، حدیث نمبر: (۱۹۰۹)۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچی نیت کے ساتھ شہادت مانگتا ہے، اللہ اسے شہیدوں کے مراتب تک پہنچاتا ہے خواہ اس کی موت اس کے بستر پر ہی ہو۔

یہ چیز اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر فضل و احسان پر دلالت کرتی ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر فرمایا:

”لقد ترکتم بالمدينة اقواماً ما سرتهم مسيراً ولا أنفقتهم من نفقة ولا قطعتم من وادٍ إلا وهم معکم فیہ“، قالوا: یا رسول الله کیف یكونون معنا وهم بالمدينة؟ فقال: ”حسبهم العذر“ (۱)۔

تم مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم جس راستے سے بھی گزرتے ہو یا جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو یا جو بھی وادی طے کرتے ہو وہ اس میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں، صحابہ نے عرض

(۱) صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب من حبه العذر عن الغزو/۳، ۲۸۰، حدیث نمبر: (۲۸۳۹) ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب الرخصة فی القعود عن العذر/۳، ۱۲، حدیث نمبر: (۲۵۰۸) الفاظ سنن ابوداؤد کے ہیں۔



کیا: اے اللہ کے رسول جب وہ مدینہ میں ہیں تو ہمارے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

نیک نیتی کے سبب اللہ تعالیٰ معمولی عمل بھی گناہ گناہ کر دیتا ہے، چنانچہ لوہے (ہتھیار) سے لیس ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں قتال (جہاد) کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: پہلے اسلام لاؤ پھر جہاد کرنا، اس نے اسلام قبول کیا اور پھر (اللہ کی راہ میں) لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ”عمل قلیلاً و أجر کثیراً“، اس نے تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا (۱)۔

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام

ہوا، اللہ کے رسول ﷺ اسے اسلام کے احکام سکھا رہے تھے اور وہ اپنے اونٹ پر روانہ ہوا تھا کہ اس کے اونٹ کا پیر ایک نیولے کے سوراخ میں جا پھنسا اور اس نے اسے نیچے گرا دیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمل قلیلاً و أجر کثیراً“، تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا، حماد نے اس بات کو تین بار دہرایا (۱)۔

نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ مباح اعمال میں برکت عطا فرماتا ہے جس پر بندہ کو ثواب ملتا ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إذا أنفق الرجل على أهله يحتسبها فهو له صدقة“ (۲)۔

جب بندہ اپنے اہل و عیال پر حصول ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے۔

(۱) مسند امام احمد ۴/۳۵۷۔

(۲) متفق علیہ بروایت ابو مسعود رضی اللہ عنہ: بخاری، کتاب الایمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنية والحبية وكل امری ما نوى ۱/۲۳، حدیث نمبر: (۵۵)، مسلم، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة علی الاقربین والزوج والاولاد ۲/۲۲۵، حدیث نمبر: (۱۰۰۲)۔

(۱) متفق علیہ بروایت حضرت براء رضی اللہ عنہ: بخاری، کتاب الجهاد والسير، باب: عمل صالح قبل الجهاد ۳/۲۷۱، حدیث نمبر: (۲۸۰۸) الفاظ صحیح بخاری ہی کے ہیں، مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجئۃ للشہید ۳/۱۵۰۹، حدیث نمبر: (۱۹۰۰)۔

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”إنك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله إلا أجرت عليها حتى ما تجعل في امرأتك“ (۱)۔  
تم اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرو گے تمہیں اس پر اجر ملے گا، حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے اس میں بھی (تمہیں اجر ملے گا)۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

”إنما الدنيا لأربعة نفر: عبد رزقه الله مالاً وعلماً فهو يتقي فيه ربه ويصل فيه رحمه ويعلم لله فيه حقاً فهذا بأفضل المنازل، وعبد رزقه الله علماً ولم يرزقه مالاً فهو صادق النية يقول: لو أن لي مالاً

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال بالنیة ۲۳/۱، حدیث نمبر: (۵۶)، مسلم، کتاب الوصیة، باب الوصیة بالثلث ۳/۱۲۵۰، حدیث نمبر: (۱۶۲۸)۔

لعملت فيه بعمل فلان فهو بنيته فأجرهما سواء،  
وعبد رزقه الله مالاً ولم يرزقه علماً فهو يخبط في ماله بغير علم، لا يتقي فيه ربه ولا يصل فيه رحمه ولا يعلم لله فيه حقاً فهو بأخبث المنازل، وعبد لم يرزقه الله مالاً ولا علماً، فهو يقول: لو أن لي مالاً لعملت فيه بعمل فلان، فهو بنيته، فوزرهما سواء“ (۱)۔

دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے: ایک وہ بندہ جسے اللہ نے مال اور علم سے نوازا ہے، اس میں وہ اپنے رب سے ڈرتا اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ کے لئے حق جانتا ہے، ایسا شخص سب سے افضل مرتبہ پر فائز ہے، دوسرا وہ بندہ جسے اللہ نے علم سے

(۱) ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء مثل الدنيا مثل اربعة نفر ۴/۵۶۲، حدیث نمبر: (۲۳۲۵) وابن ماجہ، کتاب الزهد، باب النیة، حدیث نمبر: (۳۲۲۸) ومسند احمد ۴/۱۳۰، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترمذی (۲/۲۷۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

نوازا ہے اور مال سے محروم کر رکھا ہے، لیکن وہ بندہ نیک نیت ہے کہتا (تمنا کرتا) ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل (خرچ) کرتا، تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ دونوں کا اجر یکساں اور برابر ہے، تیسرا وہ جسے اللہ نے مال عطا فرمایا ہے، لیکن علم سے محروم کر رکھا ہے، تو وہ بغیر علم کے اپنے مال میں تصرف کرتا ہے، نہ اس میں اللہ سے ڈرتا ہے، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس میں اللہ کا کوئی حق جانتا ہے، تو ایسا شخص بدترین درجہ کا آدمی ہے، چوتھا وہ بندہ جسے اللہ نے مال و دولت اور علم و آگہی دونوں سے محروم کر رکھا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس میں فلاں (تیسرے) کی طرح تصرف کرتا، تو اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ ان دونوں کا گناہ یکساں ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: ”إن الله عز وجل كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك، فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله عنده

حسنة كاملة...“ (۱)۔

اللہ عزوجل نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں، پھر اس کی وضاحت فرمائی، چنانچہ جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے عملاً انجام نہ دے سکا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس پوری نیکی لکھتا ہے۔

### چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد و ثمرات

اخلاص کے بڑے اچھے ثمرات اور بڑے عظیم اور جلیل القدر فوائد ہیں، ان میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں:

۱- دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اخلاص کے فضائل و ثمرات میں سے ہیں۔

۲- اخلاص اعمال کی قبولیت کا سبب سے عظیم سبب ہے، بشرطیکہ نبی

(۱) متفق علیہ بروایت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة اوسید ۷/۲۳۹، حدیث نمبر: (۶۲۹۱) و مسلم، کتاب الایمان، باب اذا هم العبد بحسنة کتبت له واذا هم بسیئة لم تکتب له / ۱۱۷، حدیث نمبر: (۱۳۱)۔

کریم ﷺ کی اتباع شامل ہو۔

۳- اخلاص کے نتیجہ میں بندے کو اللہ کی اور پھر فرشتوں کی محبت حاصل ہوتی ہے اور زمین (دالوں کے دلوں) میں اس کی مقبولیت لکھ دی جاتی ہے۔

۴- اخلاص عمل کی اساس اور اس کی روح ہے۔

۵- اخلاص تھوڑے عمل اور معمولی دعا پر بیش بہا اجر اور عظیم ثواب عطا کرتا ہے۔

۶- مخلص کا ہر عمل جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو لکھا جاتا ہے، وہ عمل مباح ہی کیوں نہ ہو۔

۷- مخلص جس عمل کی بھی نیت کرے لکھ لیا جاتا ہے گرچہ اسے انجام نہ دے سکے۔

۸- مخلص اگر سو جائے یا بھول جائے تو معمول کے مطابق جو عمل کرتا تھا اسے لکھا جاتا ہے۔

۹- اگر مخلص بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو اس کے اخلاص کے سبب اس کے لئے وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ حالت اقامت و صحت میں کیا کرتا تھا۔

۱۰- اخلاص کے سبب اللہ تعالیٰ امت کی مدد فرماتا ہے۔

۱۱- اخلاص آخرت کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔

۱۲- دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

۱۳- اخلاص کے سبب آخرت میں درجات کی بلندی حاصل ہوتی ہے۔

۱۴- (اخلاص کے سبب) گمراہی سے نجات (ملتی ہے)۔

۱۵- اخلاص ہدایت میں اضافہ کا سبب ہے۔

۱۶- لوگوں میں نیک نامی اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔

۱۷- دل کا اطمینان اور نیک بختی کا احساس ہوتا ہے۔

۱۸- دل (نفس) میں ایمان کی تزئین و آرائش ہوتی ہے۔

۱۹- مخلص لوگوں کی صحبت و ہم نشینی کی توفیق ملتی ہے۔

۲۰- حسن خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔

۲۱- دعاؤں کی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

۲۲- قبر میں نعمت اور شادمانی کی بشارت ملتی ہے۔

۲۳- جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات عطا ہوتی ہے۔

ان فوائد و ثمرات کی دلیلیں کتاب و سنت میں بکثرت موجود ہیں (۱)۔

میں اللہ عز و جل سے اپنے اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے قول و عمل

میں اخلاص کا سوال کرتا ہوں۔

---

(۱) سابقہ دونوں مطالب میں ذکر کردہ امور اس پر دلالت کرتے ہیں، نیز دیکھئے: کتاب

الاخلاص، از حسین العوایشہ، ص ۶۴۔

دوسرا بحث:

## اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں

پہلا مطلب: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکیاں

یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرے اور اس سے کسی دنیاوی ساز و سامان کا طالب ہو، یہ شرک ہے جو توحید واجب کے کمال کے منافی اور عمل کو برباد کر دینے والا ہے، یہ ریاکاری سے بھی سنگین تر ہے کیونکہ دنیا چاہنے والے کا ارادہ اس کے بہت سارے اعمال پر غالب ہوتا ہے، جبکہ ریاکاری اس کے کسی عمل میں پائی جاتی ہے اور کسی عمل میں نہیں پائی جاتی اور اس کے ساتھ باقی نہیں رہتی، اور مومن ان دونوں چیزوں سے دور رہتا ہے۔

ریا کاری اور انسان کے اپنے نیک عمل سے دنیا طلب کرنے کے درمیان فرق:

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ان میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے، یعنی اس چیز میں دونوں مشترک ہیں کہ انسان اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے مزین و آراستہ کر کے پیش کرے، تاکہ لوگ اسے دیکھ کر اس کی تعظیم اور مدح و ستائش کریں، یہ ریا کاری اور دنیا طلبی دونوں ہے، کیونکہ اس میں لوگوں کے سامنے دکھاوا اور ان سے عزت اور مدح و ستائش کی طلب ہے۔

رہا دنیا کے لئے عمل کرنا تو وہ یہ ہے کہ کوئی شخص نیک عمل کرے جسے لوگوں کو دکھانا مقصود نہ ہو بلکہ کوئی دنیوی ساز و سامان مقصود ہو، جیسے کوئی کسی کی طرف سے حصول مال کی غرض سے حج کرے یا مال غنیمت کی خاطر جہاد کرے وغیرہ، یعنی ریا کار لوگوں کی مدح و ستائش کے لئے عمل کرتا ہے جب کہ دنیا کے لئے عمل کرنے والا دنیوی ساز و سامان کے حصول کے لئے نیک عمل کرتا ہے، اور دونوں ہی خسارے اور گھٹائے میں ہیں۔

ہم اللہ عز و جل کے غضب کو واجب کرنے والی چیزوں اور اس کے دردناک عذاب سے اس کی پناہ چاہتے ہیں (۱)۔

کچھ ایسے نصوص وارد ہوئے ہیں جو دنیا و آخرت میں اس عمل والے کے خسارے اور گھٹائے پر دلالت کرتے ہیں، اللہ عز و جل کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يَرِيدَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (۲)۔

جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہے ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھر پور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں اور جو کچھ

(۱) دیکھئے: فتح المجید، ص ۴۴۲ و تیسیر العزیز، الحمید، ص ۵۳۴۔

(۲) سورۃ ہود: ۱۵، ۱۶۔

انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ ان کے اعمال تھے سب برباد ہونے والے ہیں۔  
نیز ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يَرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا﴾ (۱)۔

جس کا ارادہ اس جلدی والی دنیا (فوری فائدہ) کا ہی ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لئے چاہیں سردست دیتے ہیں، پھر ہم اس کے لئے جہنم مقرر کر دیتے ہیں جہاں وہ برے حالوں دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔  
نیز ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يَرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يَرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ

(۱) سورة الاسراء: ۱۸۔

من نصيب﴾ (۱)۔

جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے، اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس میں سے ہی کچھ دے دیں گے اور ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔  
مزید اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ﴾ (۲)۔

بعض لوگ ایسے (بھی) ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔  
اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيَصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ

(۱) سورة الشورى: ۲۰۔

(۲) سورة البقرة: ۲۰۰۔

الجنة يوم القيامة“ یعنی ریحہا (۱)۔

جو کوئی اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خاطر حاصل کیا جانے والا علم محض کسی دنیوی ساز و سامان کے حصول کے لئے سیکھے وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

”لا تعلموا العلم لتباهوا به العلماء، ولا لتماروا به السفهاء، ولا لتخيروا به المجالس، فمن فعل ذلك فالنار النار“ (۲)۔

اس مقصد سے علم نہ حاصل کرو کہ اس کے ذریعہ تم علماء پر فخر کرو نہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ کم علموں سے بحث و مباحثہ کرو، اور نہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ مجلسوں کا انتخاب کرو، جس نے ایسا کیا

(۱) ابوداؤد، کتاب العلم، باب: فی طلب العلم لغير الله ۳/۳۲۳، حدیث نمبر: (۳۶۶۴) ابن ماجہ، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم ۹۳/۱، حدیث نمبر: (۲۵۲) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۴۸/۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔  
(۲) ابن ماجہ، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به ۹۳/۱، حدیث نمبر: (۲۵۳) اس =

اس کے لئے جہنم ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لا تعلموا العلم لثلاث: لتماروا به السفهاء، وتجادلوا به العلماء، ولتصرفوا به وجوه الناس إليكم، وابتغوا بقولكم ما عند الله؛ فانه يدوم ويبقى وينفذ ما سواه“ (۱)۔

تین مقاصد کے لئے علم نہ حاصل کرو: تاکہ بے وقوفوں سے بحث و مباحثہ کرو، علماء سے جھگڑا اور مناظرہ کرو اور اس سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو، بلکہ اپنے قول سے وہ چیز (جنت) طلب کرو جو اللہ کے پاس ہے، کیونکہ وہی چیز باقی رہنے الی ہے اور جو کچھ اس کے علاوہ ہے ختم ہو جانے والا ہے۔

= حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۴۸/۱) اور صحیح الترغیب (۴۶/۱) میں صحیح قرار دیا ہے، مذکورہ دونوں جگہوں پر اور بھی حدیثیں ہیں۔  
(۱) سنن الدارمی ۱/۷۰ موقوفاً، وابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، المقدمة، باب الانتفاع بالعلم والعمل به ۹۶/۱، حدیث نمبر: (۲۶۰) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۴۸/۱) اور صحیح الترغیب والترہیب (۴۸/۱) میں حسن قرار دیا ہے۔



اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اللہ کے لئے عمل کرنے والے کے لئے سعادت و نیک بختی کی ضمانت لی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

”من كانت الآخرة همه جعل الله غناه في قلبه، وجمع له شمله، وأتته الدنيا وهي راغمة، ومن كانت الدنيا همه جعل الله فقره بين عينيه، وفرق عليه شمله، ولم يأتها من الدنيا إلا ما قدر له“ (۱)۔

جس کی فکر آخرت (پر مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی مالداری اس کے دل میں کر دے گا، اس کے متفرق امور کو اکٹھا کر دے گا، اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی، اور جس کی فکر دنیا (پر

(۱) ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب: حدیث ثقیبہ ۶۳۲/۴، حدیث نمبر: (۲۳۶۵) امام ابن ماجہ نے بھی اسی کے قریب قریب حدیث زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کتاب الزہد، ۲/۱۳۷۵، حدیث نمبر: (۴۱۰۵)، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۳۵۱/۵) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (حدیث نمبر: ۹۵۰) میں صحیح قرار دیا ہے۔

مرکوز) ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی فقیری اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) کر دے گا، اس کے امور کو منتشر کر دے گا اور دنیا سے بھی اسے اتنا ہی ملے گا جتنا اس کے لئے مقدر ہے۔

## دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں

دنیا کی خاطر عمل کی کئی قسمیں ہیں، امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں سلف صالحین سے چار قسمیں منقول ہیں:

پہلی قسم: وہ نیک عمل جسے بہت سے لوگ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں، جیسے صدقہ، نماز، لوگوں پر احسان اور ظلم کی تلافی وغیرہ، جسے انسان خالص اللہ کے لئے کرتا یا چھوڑتا ہے، لیکن آخرت میں اس کا ثواب نہیں چاہتا، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے مال کی حفاظت کرے اور بڑھائے، یا اس کی اور اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے یا اس پر اور اس کے اہل و عیال پر اپنی نعمتیں باقی رکھے، اسے جنت کے حصول اور جہنم سے نجات کی کوئی فکر نہیں ہوتی، تو ایسے شخص

کو اس کے عمل کا ثواب دینا ہی میں عطا کر دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوگا، یہ قول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

دوسری قسم: یہ پہلی قسم سے بھی خطرناک اور بھیانک ہے، وہ یہ ہے کہ انسان نیک اعمال انجام دے اور اس کی نیت آخرت کے ثواب کی طلب نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانا ہو، یہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

تیسری قسم: یہ ہے کہ انسان نیک اعمال انجام دے اور اس سے مال مقصود ہو، مثال کے طور پر مال کی خاطر کسی کی طرف سے حج بدل کرے، اس سے رضائے الہی اور دار آخرت کا حصول مقصود نہ ہو یا دنیا پانے کی غرض سے ہجرت کرے یا مال غنیمت کی خاطر جہاد کرے یا ڈگریوں کے حصول اور منصب پانے کے لئے علم حاصل کرے، ان تمام کاموں سے مطلقاً اللہ کی خوشنودی مقصود نہ ہو، یا مسجد کی ملازمت یا دیگر دینی ملازمتوں کے لئے قرآن کا علم حاصل کرے اور نماز کی پابندی کرے، اس سے ثواب کی خواہش مطلق طور پر نہ ہو۔

چوتھی قسم: یہ ہے کہ انسان خالص اللہ وحدہ لا شریک کے لئے اطاعت کا کام انجام دے، لیکن (ساتھ ہی) وہ اسلام سے خارج کر دینے والے کسی کفریہ عمل کا بھی مرتکب ہو، مثلاً کوئی شخص نواقض اسلام (اسلام کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے، یہ قسم حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے (۱)۔

لہذا مسلمان کو چاہئے کہ ان تمام چیزوں سے بچتا رہے جو اس کے عمل کو برباد کر دینے والے اور اللہ کے غیظ و غضب کا سبب ہوں، نیز مسلمانوں کو ان تمام برے اعمال سے بھی بچنا چاہئے، ہم ان تمام چیزوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

**تیسرا مطلب: ریاکاری کی خطرناکی اور اس کے نقصانات:**

ریا کاری کی خطرناکی فرد، معاشرہ اور پوری امت پر بہت زیادہ ہے، کیونکہ ریا کاری سارے اعمال کو ا کارت کر دیتی ہے، والعیاذ باللہ۔

(۱) دیکھئے: فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص ۴۴۴ و تیسیر العزیز الحمید، ص ۵۳۶، والقول السدید فی مقاصد التوحید للسعدی، ص ۱۲۶۔

ریا کاری کی خطرناکی درج ذیل امور میں ظاہر ہوتی ہے:

(۱) ریا کاری مسلمانوں کے لئے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ألا أخبركم بما هو أخوف عليكم عندي من

المسيح الدجال؟ قال: قلنا: بلى، فقال: الشرك

النجفي أن يقوم الرجل يصلي فيزين صلاته لما يرى

من نظر رجل“ (۱)۔

کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو میرے نزدیک تمہارے

لئے مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ہم

نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں، فرمایا: وہ شرک خفی ہے کہ آدمی کھڑا

نماز پڑھے تو کسی شخص کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز اور

سنوار لے۔

(۱) ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الریاء والسمعہ ۱۴۰۶/۲، حدیث نمبر: (۴۲۰۴) اسے

علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ (۴۱۰/۲) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) ریا کاری بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیے کے جاگھنے سے بھی

زیادہ تباہ کن ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

”ما ذئبان جائعان أرسلنا في غنمٍ بأفسد من حرص

المرء على المال والشرف لدينه“ (۱)۔

بکریوں کے کسی ریوڑ میں بھیجے گئے دو بھوکے بھیڑیے اتنا زیادہ

نقصان دہ نہیں جتنا مال و شرف کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان

پہنچاتا ہے۔

یہ ایک مثال ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی وضاحت

فرمائی ہے کہ مال کے لالچ سے دین برباد ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کہ مال

انسان کو اللہ کی اطاعت سے غافل کر دے اور دین کے نام پر دنیوی شرف

کا لالچ بھی دین کو خراب کر دیتا ہے جب انسان کا مقصد ریا و نمود ہو۔

(۳) ریا کاری اعمال صالحہ کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے، کیونکہ

(۱) سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب: حدیثا سوید، حدیث نمبر: (۲۳۷۶) ۱/۲، ۵۸۸، اسے

علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی (۲۸۰/۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

ریا کاری اعمال صالحہ کی برکت ختم کر دیتی ہے، والعیاذ باللہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَالَّذِي يَنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تَرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ  
فَتَرَكَهَ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ  
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (۱)۔

جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ  
کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر اس کی مثال  
اس صاف (چکنے) پتھر کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر  
زور دار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے  
ان ریا کاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ  
تعالیٰ کا فرقہ کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ ریا کاری کے وہ اثرات ہیں جو نیک عمل کو ایسے وقت میں کلی طور پر

(۱) سورۃ البقرہ: ۲۶۴۔

مٹا دیتے ہیں جب انسان (نیک عمل کرنے والا) مجبور ہو کر رہ جاتا ہے

اور اسے اس عمل کو لوٹانے کی استطاعت نہیں ہوتی۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَيُّدٌ أَحَدَكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ  
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ  
وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَةٌ ضَعْفَاءٌ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ  
نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ  
تَتَفَكَّرُونَ﴾ (۱)۔

کیا تم میں سے کوئی بھی یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کھجوروں اور  
انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہ رہی ہوں اور ہر قسم کے پھل  
موجود ہوں اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو اور اس کے ننھے ننھے  
بچے بھی ہوں اور اچانک باغ کو بگولا لگ جائے جس میں آگ  
بھی ہو پس وہ باغ جل جائے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے

(۱) سورۃ البقرہ: ۲۶۶۔

آیتیں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔

چنانچہ اس عمل صالح کی مثال میوہ جات سے بھر پور عظیم باغ کی سی ہے، تو کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو سکتا ہے جو یہ چاہے کہ ان میوہ جات اور اس عظیم باغ کا مالک ہو، اور پھر ریا کاری کر کے اسے کلی طور پر مٹا دے، جبکہ وہ اس کا شدید حاجت مند بھی ہو؟ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے (حدیث قدسی میں) اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”أنا أغنى الشركاء عن الشرك، من عمل عملاً أشرك معي فيه غيري تركته وشركه“ (۱)۔

میں شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا جس میں میرے علاوہ کسی اور کو شریک کیا تو میں اسے اور اس کے شرک (دونوں) کو ترک کر دیتا ہوں۔

اور حدیث میں ہے:

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب من اشرك في عمله غير الله ۴/۲۲۸۹، حدیث نمبر: (۲۹۸۵)۔

”إذا جمع الله الأولين والآخرين ليوم القيامة، ليوم لا ريب فيه نادى مناد: من كان أشرك في عمل عمله لله أحداً فليطلب ثوابه من عند غير الله، فإن الله أغنى الشركاء عن الشرك“ (۱)۔

جب اللہ تعالیٰ تمام اولین و آخرین (انگلوں اور پچھلوں) کو قیامت کے روز جس کی آمد میں کوئی شک نہیں، جمع کرے گا، تو ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا: جس نے اللہ کے لئے کئے ہوئے کسی عمل میں کسی غیر کو شریک کیا ہو وہ اس کا ثواب بھی اسی غیر اللہ سے طلب کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک سے تمام شریکوں سے زیادہ بے نیاز ہے۔

(۲) ریا کاری آخرت کے عذاب کا سبب ہے، اسی لئے قیامت کے

(۱) سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة الكهف ۵/۳۱۴، حدیث نمبر: (۳۱۵۴) بروایت حضرت ابوسعید بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ، ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الرباء والسمعة ۲/۱۴۰۶، حدیث نمبر: (۴۲۰۳) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترہیب (۱/۱۸) اور صحیح سنن ترمذی (۳/۷۴) میں حسن قرار دیا ہے۔

دن سب سے پہلے جن لوگوں سے جہنم بھڑکائی جائے گی وہ تین قسم کے لوگ ہوں گے: قاری قرآن، مجاہد اور اپنے مال کا صدقہ کرنے والا جنہوں نے اس لئے یہ اعمال انجام دیئے تھے تاکہ کہا جائے کہ فلاں قاری ہے، فلاں بڑا بہادر ہے، اور فلاں بڑا سخی اور خیرات کرنے والا ہے ان کے اعمال خالص اللہ کی رضا کے لئے نہ تھے (۱)۔

(۵) ریاکاری، ذلت و خواری اور پستی و رسوائی کا سبب ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”من سمع سمع اللہ بہ، ومن یرائی یرائی اللہ بہ“ (۲)۔

جو شخص شہرت کے لئے کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب

(۱) دیکھئے: اس سلسلہ میں وارد حدیث صحیح مسلم میں ہے، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعة، اتحق النار ۳/۱۵۱۳، حدیث نمبر: (۱۹۰۵)۔

(۲) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة ۷/۲۳۲، حدیث نمبر: (۶۳۹۹)؛ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب من اشرك فی عملہ غیر اللہ ۳/۲۲۸۹، حدیث نمبر: (۲۹۸۲)۔

ظاہر کر دے گا اور جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا اللہ اسے رسوا کر دے گا۔

(۶) ریاکاری آخرت کے ثواب سے محروم کر دیتی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”بشر هذه الأمة بالسنة (۱) والسدين، والرفعة، والتمكين في الأرض، فمن عمل منهم عمل الآخرة للدنیا لم یکن له فی الآخرة من نصیب“ (۲)۔

اس امت کو برتری، دین، رفعت و بلندی اور زمین میں اقتدار کی بشارت دید و چنانچہ ان میں سے جس نے آخرت کا کوئی عمل دنیا کے لئے انجام دیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

(۱) اس کے معنی رتبہ کی بلندی کے ہیں کیونکہ ”سنة“ بلندی کو کہتے ہیں، دیکھئے: المصباح المیز ۱/۲۹۳۔

(۲) مسند احمد ۵/۱۳۴، مستدرک حاکم ۴/۴۱۸، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب (۱/۱۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۷) ریا کاری امت کی شکست اور پستی کا سبب ہے نبی کریم ﷺ

کا ارشاد ہے:

”إنما ينصر الله هذه الأمة بضعيفها، بدعوتهم،  
وصلاتهم، وإخلاصهم“ (۱)۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کی نصرت ان کے کمزوروں کی دعاء ان  
کی نماز اور ان کے اخلاص کے ذریعہ فرماتا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ اللہ کے لئے اخلاص  
دشمنوں کے خلاف امت کی نصرت و مدد کا سبب ہے، نیز ریا کاری امت  
کی شکست اور پستی کا سبب ہے۔

(۸) ریا کاری گمراہی میں اضافہ کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے منافقین کے

---

(۱) اس حدیث کو امام نسائی نے انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، کتاب الجہاد، باب  
الاستنصار بالضعیف ۶/۴۵، حدیث نمبر: (۳۱۷۸) اور اس حدیث کی اصل صحیح بخاری میں ہے،  
کتاب الجہاد والسير، باب من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب ۳/۲۹۶، حدیث نمبر:  
(۲۸۶۹) اسے علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب (۶/۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

سلسلہ میں فرمایا:

﴿يخادعون الله والذين آمنوا وما يخدعون إلا  
أنفسهم وما يشعرون، في قلوبهم مرض فزادهم الله  
مرضاً ولهم عذاب أليم بما كانوا يكذبون﴾ (۱)۔

وہ اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود  
اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں  
میں بیماری تھی تو اللہ نے ان کی بیماری میں مزید اضافہ کر دیا، اور  
ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

چوتھا مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور اس کی باریکیاں

ریا کاری کی قسمیں بہت زیادہ ہیں، ہم ان سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں،  
یہ قسمیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ بندہ کا مقصود اللہ کے علاوہ (کچھ اور) ہو اور اس کی خواہش یہ ہو کہ

---

(۱) سورة البقرة: ۱۰۹۔

لوگ اس کے کارنامے کو جانیں، اخلاص بالکل مقصود نہ ہو، نعوذ باللہ من ذلک، تو یہ نفاق کی ایک قسم ہے۔

۲- بندہ کا مقصود اللہ کی رضا ہو لیکن جب لوگوں کو اس کی اطلاع ہو جائے تو وہ عبادت میں اور چاق و چوبند ہو جائے اور اسے خوب بنائے سنوارے، یہ باطن کا شرک ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”أیها الناس إیاکم وشرک السرائر“ قالوا: یا رسول اللہ: وما شرک السرائر؟ قال: ”يقوم الرجل فیصلي فیزین صلاته جاهداً لما یرى من نظر الناس إلیه، فذلک شرک السرائر“ (۱)۔

اے لوگو! باطن کے شرک سے بچو، صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! باطن کا شرک کیا ہے؟ فرمایا: آدمی نماز پڑھے، پھر لوگوں کو اپنی طرف دیکھتا ہوا دیکھ کر اپنی نماز کو قصداً بنائے

(۱) اسے امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ۶۷/۲، حدیث نمبر: (۹۳۷) اور امام تہققی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے ۲۹۱/۲، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب و الترہیب (۱/۷) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

سنوارے، یہ باطن کا شرک ہے۔

۳- بندہ اللہ کے واسطے عبادت میں داخل ہو اور اللہ ہی کے واسطے عبادت سے نکلے، پھر اس چیز کا لوگوں کو علم ہو جائے اور اس پر اس کی تعریف ہو تو اس تعریف سے اس کے دل کو سکون و اطمینان حاصل ہو اور وہ مزید اس بات کی تمنا کرے کہ لوگ اس کی تعریف و توصیف کریں اور اسے دنیوی مطلوب حاصل ہو جائے، یہ خوشی و مسرت، تعریف کی مزید خواہش اور اپنے مطلوب کے حصول کی تمنا، وغیرہ پوشیدہ ریاکاری پر دلالت کرتی ہیں۔

۴- جسمانی ریاکاری: جیسے کوئی شخص چہرے کی زردی اور جسم کی کمزوری ظاہر کرے، اس سے لوگوں کو یہ دکھانا مقصود ہو کہ وہ بڑا عبادت گزار ہے اور اس پر آخرت کا خوف غالب ہے، اور کبھی کبھار ریاکاری آواز کی پستی اور ہونٹوں کی پڑمردگی سے بھی ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو یہ شعور دے کہ وہ روزے سے ہے۔

۵- لباس یا وضع قطع کے ذریعہ ریاکاری: جیسے کوئی شخص پیوند لگے



کپڑے پہنے تاکہ لوگ کہیں کہ یہ دنیا سے بڑا بے رغبت (قلندر) انسان ہے، یا کوئی ایسا لباس پہنے جسے ایک خاص طبقے کے لوگ پہنتے ہوں جنہیں لوگ علماء کی فہرست میں شمار کرتے ہوں، وہ یہ لباس اس لئے پہنے تاکہ اسے بھی عالم کہا جائے۔

۶- قولی ریا کاری: یہ عام طور پر وعظ و نصیحت نیز بحث و تکرار، مناظرہ اور زیادتی، علم کے اظہار کے لئے احادیث و آثار کے حفظ کے ذریعہ دین داروں میں پائی جاتی ہے۔

۷- عملی ریا کاری: جیسے دکھاوے کے لئے نمازی کا نماز، رکوع اور سجدہ وغیرہ طویل کرنا اور خشوع و خضوع ظاہر کرنا، نیز روزے، حج اور صدقہ میں ریا کاری۔

۸- ساتھیوں اور ملاقاتیوں کے ذریعہ ریا کاری: جیسے کوئی شخص بہ تکلف کسی عالم کی زیارت (ملاقات) طلب کرے تاکہ یہ کہا جائے کہ فلاں تو فلاں کی زیارت (ملاقات) کے لئے گیا تھا۔ اسی طرح اپنی زیارت کے لئے لوگوں کو دعوت دینا، تاکہ یہ شہرہ ہو کہ دیندار لوگ اس کے پاس آتے رہتے ہیں۔

۹- لوگوں کے درمیان اپنی ذات کی مذمت کے ذریعہ ریا کاری: اور اس سے اس کا مقصد لوگوں کو یہ دکھانا ہو کہ وہ بڑا متواضع اور خاکسار آدمی ہے، تاکہ ان کے نزدیک اس کا مقام بڑھ جائے اور اسے بیان کر کے لوگ اس کی مدح و ستائش کریں، یہ ریا کاری کی باریک قسموں میں سے ہے۔

۱۰- ریا کاری کی باریکیوں اور اسرار میں سے یہ بھی ہے کہ عمل کرنے والا اپنی نیکی چھپائے، اس طور پر کہ وہ یہ نہ چاہے کہ لوگوں کو اس کی اطاعت (نیکیوں) کی اطلاع ہو اور نہ ہی اس کے ظاہر ہونے سے اسے خوشی ہو، لیکن اس کے باوجود جب وہ لوگوں کو دیکھے تو اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ اس سے سلام کرنے میں پہل کریں، اس سے خندہ پیشانی اور احترام سے ملیں، اس کی تعریف و توصیف کریں، گر مجوشی سے اس کی ضرورت پوری کریں اور خرید و فروخت میں اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں، اور اگر یہ سب کچھ نہ حاصل ہو تو اپنے دل میں رنج و تکلیف محسوس کرے، گویا وہ اپنی خفیہ نیکیوں پر عزت و احترام کا طلبگار اور خواہش مند ہے۔

۱۱- ریا کی باریکیوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اخلاص کو اپنے

مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بیان کیا جاتا ہے کہ ابو حامد غزالی کو معلوم ہوا کہ جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لئے اخلاص اپنائے گا تو ’حکمت‘ اس کے دل سے نکل کر اس کی زبان پر جاری ہو جائے گی (ابو حامد غزالی) فرماتے ہیں کہ: میں نے بھی چالیس روز تک اخلاص اپنایا تو کچھ بھی نہ ہوا، میں نے ایک عارف باللہ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: تم نے حکمت کے لئے اخلاص اپنایا تھا، اللہ کے لئے نہیں (اس لئے کوئی نتیجہ نہیں نکلا) (۱)۔

یہ اس طرح کہ انسان کا مقصد کبھی حکمت و بردباری یا اپنے حق میں لوگوں کی تعظیم و تعریف کا حصول یا اس کے علاوہ دیگر مقاصد ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ عمل اللہ کے لئے اخلاص اور اس کی رضا جوئی کے لئے انجام نہیں پایا بلکہ اس مقصد کے حصول کی خاطر انجام پایا ہے۔

(۱) دیکھئے: درء تعارض العقل والنقل از ابن تیمیہ ۶/۶۶، منہاج القاصدین، ص ۲۱۴-۲۱۵، الاخلاص از عوانیہ، ص ۲۴، الاخلاص والشکر الاصح، از ڈاکٹر عبد العزیز بن عبد اللطیف، ص ۹، الریاء، از سلیم بلالی، ص ۱۷۔

## پانچواں مطلب: ریا کی قسمیں اور عمل پر اس کا اثر

ریا کاری (اللہ ہمیں اس سے پناہ عطا فرمائے) کی کئی قسمیں اور درجات ہیں، ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان سے بچنے کے لئے ان کی معرفت حاصل کرے۔ یہ قسمیں حسب ذیل ہیں:

(۱) عمل سراسر دکھاوا ہو اس کا مقصد مخلوق کو دکھاوے کے سوا کچھ نہ ہو، جیسا کہ منافقین کا حال ہے:

﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (۱)۔

اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت ہی کم کرتے ہیں۔

یہ خالص ریا کاری کسی مومن سے فرض نماز یا روزے میں تو صادر نہیں

(۱) سورۃ النساء: ۱۴۴۔

ہوسکتی؛ البتہ واجب صدقہ یا حج یا ان کے علاوہ دیگر ظاہری اعمال میں صادر ہوسکتی ہے، اس عمل کے بطلان نیز اس کے مرتکب کے اللہ کے غیظ و غضب اور عذاب کے مستحق ہونے میں کوئی شک نہیں؛ والعیاذ باللہ۔

(۲) عمل تو اللہ کے لئے ہو لیکن شروع سے اخیر تک اس میں ریاکاری شامل ہو تو ایسا عمل بھی صحیح نصوص کی روشنی میں باطل اور رایگاں ہے۔

(۳) اصل عمل تو خالص اللہ کے لئے ہو پھر عبادت کے دوران اس میں ریاکاری کی نیت شامل ہوگئی ہو، تو ایسی عبادت دو حالتوں سے خالی نہیں:

(الف) یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصہ کا آخری حصہ سے ربط نہ ہو، ایسی حالت میں عبادت کا ابتدائی حصہ ہر صورت میں صحیح اور آخری حصہ ہر صورت میں باطل ہے؛ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک انسان کے پاس بیس ریال تھے جنہیں وہ صدقہ کرنا چاہتا تھا، تو ان میں سے دس ریال تو اس نے خالص اللہ کے لئے صدقہ کئے، پھر بقیہ دس ریالوں میں ریاکاری شامل ہوگئی، تو پہلا صدقہ مقبول ہے اور دوسرا صدقہ باطل، کیونکہ اس میں

اخلاص کے ساتھ ریاکاری شامل ہوگئی ہے۔

(ب) یہ کہ عبادت کے ابتدائی حصہ کا آخری حصہ سے ربط اور تعلق ہو؛ ایسی صورت میں وہ انسان دو حالتوں سے خالی نہیں:

پہلی حالت: یہ ہے کہ ریاکاری اس کے دل میں کھٹکی ہو پھر اس نے اسے دفع کر دیا ہو اور اس کی طرف التفات نہ کیا ہو، بلکہ اس سے اعراض اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہو؛ اس صورت میں بلا اختلاف ریاکاری سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”إن الله تجاوز لأمتي ما حدثت به أنفسها ما لم

يتكلموا أو يعملوا“ (۱)۔

پیشک اللہ عزوجل نے میری امت کے دلوں میں کھٹکنے والی چیزوں کو معاف کر دیا ہے؛ جب تک کہ وہ اسے کہہ نہ دیں یا اس پر عمل نہ کر لیں۔

(۱) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: تجاوز اللہ عن حدیث النفس والنواطر بالقلب اذا لم تستقر ۱۱۶/۱، حدیث نمبر: (۱۲۷)۔

دوسری حالت: یہ ہے کہ ریا کاری اس کے ساتھ بدستور لگی رہے اور وہ اس سے مطمئن ہو، اسے دفع بھی نہ کرے بلکہ اس سے خوش ہو، ایسی حالت میں صحیح رائے کے مطابق اس کی پوری عبادت باطل اور ضائع ہو جائے گی؛ کیونکہ اس کا ابتدائی حصہ آخری حصہ سے مربوط ہے (۱)۔

(۴) ریا کاری عبادت سے فارغ ہونے کے بعد ہو (۲)، چنانچہ اگر مسلمان خالص اللہ کے لئے عمل کرے، پھر اللہ اس تعلق سے مسلمانوں کے دلوں میں اچھی مدح و ثنا ڈال دے اور وہ اللہ کے فضل و رحمت سے خوش ہو جائے، اور یہ اس کے لئے باعث مسرت ہو، تو اس سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا جو خالص اللہ کی رضا کے لئے بھلائی کا عمل کرے اور پھر لوگ اس کی تعریف و ستائش کریں، تو آپ نے فرمایا:

(۱) ان قسموں کو بالتفصیل جاننے کے لئے دیکھیں: جامع العلوم والحکم از ابن رجب ۸/۲۹ تا ۸/۳۸، فتح المجید ص: ۴۳۸، فتاویٰ ابن عثیمین ۲/۲۹۔  
(۲) دیکھئے: فتاویٰ ابن عثیمین ۲/۳۰۔

”تلك عاجل بشرى المؤمن“ (۱)۔

یہ مومن کے لئے فوری خوشخبری ہے۔

### چھٹا مطلب: ریا کاری کے اسباب و محرکات

ریا کاری کی بنیاد اور اصل جاہ و مرتبہ کی محبت ہے، اور جس کے دل پر اس چیز کی محبت غالب آجاتی ہے اس کی ساری فکر مخلوق کی رعایت، ان کا چکر لگانے اور ان کے دکھاوے میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے، اور وہ اپنے تمام تر اقوال و افعال اور جملہ تصرفات میں ہمیشہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جن سے لوگوں کے نزدیک اس کا مقام و مرتبہ اونچا ہو۔ بیماری اور مصیبت کی یہی جڑ اور اساس ہے، کیونکہ جس شخص کو بھی اس کی خواہش ہوتی ہے اسے عبادت میں ریا کاری اور ممنوع و حرام کاموں کا ارتکاب لامحالہ کرنا پڑتا ہے۔

یہ بڑا دقیق اور پیچیدہ باب ہے جسے اللہ عزوجل کا علم و معرفت رکھنے اور اس سے محبت کرنے والے ہی جان سکتے ہیں۔

اگر اس سبب اور تباہ کن مرض کی تفصیل کی جائے تو وہ درج ذیل تین

(۱) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب ۴/۲۰۳۳، حدیث نمبر: (۲۶۲۲)۔

اصولوں کی طرف لوٹے گا:

۱- حمد و ثنا اور مدح و ستائش کی لذت کی محبت و چاہت۔

۲- مذمت و برائی سے فرار۔

۳- لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس کی لالچ (۱)۔

ان باتوں کی شہادت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر کردہ باتوں سے ملتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: آدمی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھانے کے لئے جہاد کرتا ہے، اور غیرت و حمیت کی وجہ سے جہاد کرتا ہے، اور دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے، تو ان میں سے کون اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل

الله“ (۲)۔

(۱) مختصر منہاج القاصدین، از ابن قدامہ ص: ۲۲۱، ۲۲۲۔

(۲) متفق علیہ: بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا، ۲۷۲/۳، حدیث نمبر: (۲۸۱۰)، مسلم، کتاب الصلاة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله ۱۵۱۲/۳، حدیث نمبر: (۱۹۰۳)۔

جو اللہ کے کلمہ کی سر بلندی کے لئے جہاد کرے وہ اللہ کی راہ میں

(جہاد کرنے والا) ہے۔

چنانچہ اس شخص کا یہ کہنا کہ ”بہادری کے جوہر دکھانے کے لئے جہاد کرتا ہے“ کا مفہوم یہ ہے کہ تا کہ اس کا نام لیا جائے، اس کی قدر دانی ہو اور اس کی مدح و ثنا کی جائے۔

اور ”غیرت و حمیت کی وجہ سے جہاد کرتا ہے“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مغلوب و مقہور ہونے یا مذمت کئے جانے سے نفرت کرتا ہے۔

اور ”دکھاوے کی خاطر جہاد کرتا ہے“ کا معنی یہ ہے کہ تا کہ اس کی بہادری اور جواں مردی دیکھی جائے، اور یہی دلوں میں جاہ و منزلت کی لذت ہے۔

اور کبھی انسان مدح و ستائش کی خواہش کرتا ہے لیکن مذمت سے ڈرتا ہے، جیسے بہادروں کے درمیان بزدل، لہذا وہ مذمت کے خوف سے پامردی کا ثبوت دیتا ہے، راہ فرار اختیار نہیں کرتا، اسی طرح کبھی انسان جہالت سے متہم کئے جانے کے خوف سے بلا علم فتویٰ دیدیتا ہے۔

چنانچہ یہی تین چیزیں ریاکاری کا سبب اور اصل محرک ہیں، لہذا ان سے بچ کر رہیں!!

ساتواں مطلب:

### اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریاکاری کا علاج

یہ بات معلوم ہوگئی کہ ریاکاری عمل کو ضائع کرنے والی، اللہ کے غضب اور ناراضگی کا سبب، ہلاک کرنے والی اور مسلمانوں کے لئے مسیح و جال سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اور جس چیز کی یہ حالت ہو وہ اس قابل ہے کہ پوری جانفشانی سے اس کا ازالہ و علاج کیا جائے اور اس کی رگیں اور جڑیں کاٹ کر رکھ دی جائیں۔

ریاکاری کے ازالہ و علاج اور اخلاص کے حصول کے چند طریقے حسب ذیل ہیں:

(۱) دنیا کی خاطر عمل اور ریاکاری کے انواع و اقسام اور اسباب و محرکات کی معرفت حاصل کرنا اور انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکنا، اسباب و

محرکات کا تذکرہ گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

(۲) اہل سنت و جماعت کے مذہب کے مطابق کتاب و سنت پر مبنی اللہ کے اسماء و صفات اور افعال کی صحیح معرفت کے ذریعہ اللہ کے جلال و عظمت کا علم حاصل کرنا، کیونکہ جب بندہ کو اس بات کا علم ہوگا کہ اللہ واحد ہی تنہا نفع و نقصان، عزت و ذلت، پستی و برتری، دینے نہ دینے اور مارنے جلانے کا مالک، خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں پوشیدہ رازوں کا جاننے والا ہے، نیز یہ کہ اللہ وحدہ لا شریک، ہی تنہا مستحق عبادت ہے، تو یہ ساری چیزیں اخلاص اور اللہ کے ساتھ سچائی پیدا کریں گی، لہذا توحید کی تمام قسموں کی صحیح معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۳) آخرت میں اللہ عز و جل کی تیار کردہ نعمت و عذاب، موت کی ہولناکیوں اور عذاب قبر وغیرہ کی معرفت حاصل کرنا، کیونکہ جب بندہ کو ان چیزوں کا علم ہوگا اور وہ سمجھ دار ہوگا تو ریاکاری ترک کر کے اخلاص اپنائے گا۔

(۴) دنیا کے لئے عمل کرنے نیز عمل کو ضائع کرنے والی ریاکاری کی

خطرناکی سے ڈرنا، کیونکہ جو کسی چیز سے ڈرتا ہے وہ اس سے بچتا رہتا ہے اور نجات پاتا ہے اور جو ڈرتا ہے وہ منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے اور جو منہ اندھیرے سفر شروع کرتا ہے وہ منزل پالیتا ہے۔

لہذا آدمی کے لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ جب اس کی خواہش مدح و ستائش کی آفت کی طرف جھنجھوڑے (آمادہ کرے) تو اپنے نفس کو ریاکاری کی آفتوں اور اللہ کی ناراضگی کی یاد دلائے اور جسے لوگوں کی محتاجی اور کمزوری کا علم ہوتا ہے وہ راحت محسوس کرتا ہے، جیسا کہ بعض سلف نے کہا ہے: 'اپنی ذات سے ریاکاری کے اسباب زائل کرنے کے لئے نفس سے جہاد کرو اور کوشش کرو کہ لوگ تمہارے نزدیک بچوں اور چوپایوں کی طرح ہوں، ان کے وجود اور عدم وجود میں اور انہیں تمہاری عبادت کے علم ہونے یا نہ ہونے میں ان تمام صورتوں میں تم اپنی عبادت میں کوئی فرق نہ کرو بلکہ تمہارا اللہ کے با علم ہونے پر اکتفا کرو (۱)۔

اللہ وحدہ لا شریک کے فضل و کرم اور پھر عمل کی بربادی کے خوف ہی

(۱) دیکھئے: الاخلاص والشکر الاصحیح، ص ۱۵۔

سے اہل علم و ایمان ریاکاری اور عمل کی بربادی سے محفوظ رہے، حضرت محمد بن لبید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”إن أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر“ قالوا: وما الشرك الأصغر يا رسول الله؟ قال: ”الرياء، يقول الله عز وجل لهم يوم القيامة إذا جزی الناس بأعمالهم: اذهبوا إلى الذين كنتم تراؤون في الدنيا فانظروا هل تجدون عندهم جزاء“ (۱)۔

مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم پر خوف ہے وہ شرک اصغر ہے صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا: ریاکاری، قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا، تو ریاکاروں سے کہے گا: دنیا میں جنہیں دکھانے کے لئے تم اعمال کیا کرتے تھے انہی کے پاس جاؤ، دیکھو

(۱) مسند احمد بن حنبل ۵/۴۲۸، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع (۲/۴۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

کیا ان کے پاس تمہیں بدلہ ملتا ہے؟ (تو انہی سے لے لو)۔

اور اسی عظیم خطرہ کے سبب حضرات صحابہ کرام، تابعین اور اہل علم و ایمان اس خطرناک بلا و مصیبت سے ڈرتے رہے، اس قبیل کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

(الف) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ﴾ (۱)۔

اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ شخص مراد ہے جو زنا، چوری اور شراب خوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

”لا یا بنت ابي بكر (أو بنت الصديق) ولكنه الرجل

(۱) سورة المؤمنون: ۶۰۔

يصوم ويتصدق ويصلي وهو يخاف ألا يتقبل منه“ (۱)۔

نہیں! اے ابو بکر (یا صدیق) کی بیٹی! بلکہ یہ وہ شخص ہے جو روزے رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نمازیں پڑھتا ہے پھر بھی اسے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ اس کی نیکیاں قبول نہ ہوں۔

(ب) ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے نبی کریم ﷺ کے تیس صحابہ کو پایا، وہ سب کے سب اپنے آپ پر نفاق کا خطرہ محسوس کرتے تھے، ان میں سے کوئی بھی یہ نہ کہتا تھا کہ وہ جبریل و میکائیل علیہما السلام کے ایمان پر ہے“ (۲)۔

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب: التوقی فی العمل ۲/۱۴۰۴، حدیث نمبر: (۴۱۹۸) ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورة المؤمنون ۵/۳۲۷، حدیث نمبر: (۳۱۷۵) اس حدیث کو علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، حدیث نمبر: (۱۶۲) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۲/۴۰۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) صحیح بخاری تعلیقاً بصیغہ جزم و یقین، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”اسے ابن ابی شیمہ نے اپنی تاریخ میں بسند متصل روایت کیا ہے“ دیکھئے: فتح الباری ۱/۱۱۰۔



(ج) حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے جب بھی اپنے قول کو اپنے عمل پر پیش کیا تو مجھے خوف ہوا کہ میں جھٹلانے والا نہ ہوں“ (۱)۔

(د) حضرت حسن رحمہ اللہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”(ریا کاری) سے مومن ہی ڈرتا ہے اور اس سے منافق ہی مامون ہوتا ہے“ (۲)۔

(ه) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ”میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم سے رسول اللہ ﷺ نے میرا نام بھی منافقوں میں سے بتایا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن آپ کے بعد میں کسی اور کا تذکرہ نہیں کروں گا“ (۳)۔

(۱) بخاری مع فتح الباری تعلقاً بصیغہ جزم ولیقین، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”اسے مصنف (امام بخاری) نے ”التاریخ“ میں بسند متصل روایت کیا ہے، دیکھئے: فتح الباری ۱۱۰/۱۔  
 (۲) بخاری مع فتح الباری، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”اسے جعفر الفریابی نے کتاب صفات المنافقین میں بسند متصل روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: فتح الباری ۱۱۱/۱۔  
 (۳) ابن کثیر نے اس سے ملتے جلتے الفاظ میں البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے ۱۹/۵، نیز دیکھئے: صفات المنافقین از ابن القیم ص ۳۶۔

(و) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: ”اے اللہ! میں نفاق کے خشوع سے تیری پناہ چاہتا ہوں، دریافت کیا گیا: نفاق کا خشوع کیا ہے؟ تو فرمایا: تم دیکھو کہ جسم سے تو خشوع کا اظہار ہو رہا ہے مگر دل خشوع سے خالی ہے“ (۱)۔

(ز) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”اگر مجھے یقین ہو جائے کہ اللہ نے میری ایک نماز قبول فرمائی ہے، تو یہ میرے نزدیک دنیا اور اس کی ساری نعمتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ (۲)۔

پیشک اللہ عزوجل متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے“ (۳)۔

(ک) حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں: ”میں نے

(۱) اسے امام ابن القیم نے صفات المنافقین میں ذکر کیا ہے ص ۳۶۔  
 (۲) سورة المائدہ: ۲۷۔  
 (۳) اسے امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے، ۴/۴۱، اور ابن ابی حاتم کی طرف منسوب کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ایک سو بیس انصاری صحابہ کو پایا، ان میں سے کسی سے بھی کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو ہر ایک یہی چاہتا کہ اس کا بھائی (مسئلہ بتا کر) اس کی طرف سے کفایت کر دے (۱)۔

(۵) اللہ کی مذمت سے فرار، کیونکہ لوگوں کی مذمت سے فرار اختیار کرنا ریا کاری کے اسباب میں سے ہے، لیکن عقل مند جانتا ہے کہ اللہ کی مذمت سے بچنا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ اللہ کی مذمت عیب کی چیز ہے، جیسا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ”اے اللہ کے رسول (ﷺ) میری تعریف باعث زینت ہے اور میری مذمت عیب دار کرنے والی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ذاک اللہ“ (۲)۔

یہ اللہ کی خصوصیت ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بندہ جب لوگوں سے ڈرتا ہے اور اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی و خوش کرتا ہے، تو اللہ عز و جل اس سے ناراض و غضبناک ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے، تو کیا آپ لوگوں کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں؟ اگر آپ دعوائے اخلاص میں واقعی سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

(۶) جن چیزوں سے شیطان دور بھاگتا ہے ان کی معرفت حاصل کرنا، کیونکہ شیطان ریا کاری کا منبع اور مصیبت کی جڑ ہے، شیطان بہت ساری چیزوں سے بھاگتا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: اذان، تلاوت قرآن، سجدہ، تلاوت، شیطان سے اللہ کی پناہ طلبی، گھر سے نکلنے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت، بسم اللہ، کہنا ساتھ ہی اس سے متعلق مشروع دعا پڑھنا، نیز صبح و شام کے اذکار کی نماز کے بعد کے اذکار کی اور تمام مشروع اذکار کی پابندی کرنا (۱)۔

(۱) اس سلسلہ میں تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: کتاب مقامع الشیطان فی ضوء الکتاب والسنة، از سلیم ہلالی، یہ انتہائی اہم کتاب ہے، نیز الاخلاص، از حسین عواشہ، ص ۶۳ تا ۶۵۔

(۱) سنن دارمی، ۵۳/۱، کتاب الزہد از ابن المبارک، ۱۴۰/۱، حدیث نمبر: (۴۹)۔  
(۲) مسند احمد، ۳/۳۸۸، ۶/۳۹۴، بروایت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ، اس کی سند حسن ہے، نیز اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، حدیث نمبر: (۳۲۶۳)۔

(۷) کثرت سے خیر کے کام اور (مشاہدہ میں نہ آنے والی) خفیہ عبادتیں انجام دینا اور انہیں پوشیدہ رکھنا، جیسے قیام اللیل (تہجد) خفیہ صدقہ، تنہائی میں اللہ کے خوف سے رونا، نفل نمازیں، دینی بھائیوں کے لئے ان کی عدم موجودگی میں دعا کرنا، کیونکہ اللہ عزوجل خفیہ متقی پر ہیزگار بندہ سے محبت کرتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي“ (۱)۔

بیشک اللہ عزوجل پوشیدہ، مالدار، تقویٰ شعار بندہ سے محبت کرتا ہے۔

(۸) لوگوں کی مذمت اور تعریف کی پروا نہ کرنا، کیونکہ اس سے نہ تو نقصان پہنچتا ہے نہ نفع، بلکہ ضروری ہے کہ اللہ کی مذمت کا خوف ہو اور اللہ کے فضل و احسان سے خوشی، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو

(۱) صحیح مسلم، کتاب الزہد، ۴/۲۲۷، حدیث نمبر: (۲۹۶۵)۔

خیر مما يجمعون ﴿ (۱)۔

آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے فضل و انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے، وہ اس چیز سے بدرجہا بہتر ہے جسے وہ جمع کر رہے ہیں۔

لہذا اے اللہ کے بندے! مدح و ثنا کی محبت سے اس طرح بے رغبت ہو جاؤ جس طرح عشاق دنیا آخرت سے بے رغبت ہوتے ہیں، جب تمہیں یہ چیز حاصل ہو جائے گی تو تمہارے لئے اخلاص سہل ہو جائے گا (۲)۔

مدح و ثنا کی محبت سے بے رغبتی کو اس چیز کا یقینی علم بھی آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ اللہ واحد کے سوا نہ کسی کی مدح و ثنا کوئی نفع اور زینت عطا کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی کی مذمت نقصان پہنچا سکتی اور عیب لگا سکتی ہے، لہذا اس کی مدح و ستائش سے بے رغبتی اختیار کرو جس کی تعریف زینت نہیں عطا کر سکتی، اور اس کی مذمت سے بے رغبت ہو جاؤ جس کی مذمت کوئی عیب نہیں لگا سکتی، اور اس ذات کی تعریف کے خواہش مند بنو جس کی

(۱) سورۃ یونس: ۵۸۔

(۲) الفوائد، از ابن القیم، ص ۶۷۔

تعریف میں ساری زینت ہے اور جس کی مذمت میں سارا عیب ہے لیکن صبر و یقین کے بغیر اس پر قدرت پانا ناممکن ہے، جس شخص کے پاس صبر و یقین نہیں اس کی مثال بلا کشتی سمندر میں سفر کرنے والے کی ہے (۱)۔

اپنے مذمت گر کو دیکھو اگر وہ سچا اور آپ کا بھی خواہ ہے تو اس کی ہدایت و نصیحت قبول کر لو، کیونکہ اس نے تمہیں تمہارے عیوب ہدیہ کئے ہیں اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا اور آپ نے اس کی بات سے فائدہ اٹھایا، کیونکہ اس نے آپ کو وہ چیزیں بتائیں جن کا آپ کو علم نہ تھا، اور آپ کو آپ کے بھولے ہوئے گناہ یاد دلادیں، اگرچہ آپ پر تہمت ہی کیوں نہ لگائی ہو، کیونکہ اگر آپ میں وہ عیب نہ بھی ہو تو دوسرا عیب ضرور ہوگا، لہذا آپ اپنے اوپر اللہ کی نعمت یاد کریں کہ اس نے اس تہمت گر کو آپ کے عیوب سے مطلع نہ کیا، اور اگر آپ صبر کریں اور ثواب کی نیت کر لیں تو یہ تہمت آپ کے گناہوں کا کفارہ ہوگی، آپ کو یہ بھی جاننا چاہئے کہ اس نادان نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور اللہ کی ناراضگی سے دوچار ہوا ہے، لہذا آپ اس سے بہتر بن کر اس کے ساتھ غفو و درگزر کا معاملہ

(۱) دیکھئے: الفوائد، از ابن القیم، ص ۲۶۸۔

کریں اور اس کے لئے بخشش طلب کریں، ارشاد باری ہے:

﴿أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۱)۔

کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت فرمادے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۹) موت کی یاد اور قلت آرزو اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفُّونَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾ (۲)۔

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تمہیں اپنا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

(۱) سورۃ النور: ۲۲۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۸۵۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وما تدري نفس ما ذا تكسب غداً وما تدري نفس

بأى أرض تموت إن الله عليم خبير﴾ (۱)۔

کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم

ہے کہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا

خبر رکھنے والا ہے۔

(۱۰) سوء خاتمہ کا خوف؛ چنانچہ بندے کو ڈرنا چاہئے کہ ریا اور

دکھاوے کے یہ اعمال ہی اس کا آخری عمل اور اس کی زندگی کا آخری لمحہ نہ

ہو جائیں کہ اس کے نتیجہ میں بڑا عظیم خسارہ اٹھانا پڑے، کیونکہ انسان کی

جس حالت میں موت واقع ہوتی ہے قیامت کے دن وہ اسی حالت میں

اٹھایا بھی جائے گا، لوگ اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے اور سب سے

بہتر اعمال آخری اعمال ہوا کرتے ہیں۔

(۱۱) مخلص و تقویٰ شعرا افراد کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرنا، کیونکہ

مخلص ہم نشین آپ کو خیر سے محروم نہ کرے گا اور آپ اس سے اپنے لئے

(۱) سورۃ لقمان: ۳۴۔

نیک نمونہ پائیں گے، لیکن اگر ریاکار اور مشرک شخص کا عمل اپنائیں گے تو

وہ آپ کو جہنم کی آگ میں جلا دے گا۔

(۱۲) اللہ عزوجل سے دعا و مناجات اور اس کی پناہ لینا، اللہ کے رسول

ﷺ نے ہمیں اس کی تعلیم دی ہے، فرمایا:

”أيها الناس اتقوا هذا الشرك فإنه أخفى من دبيب

النمل“۔

اے لوگو! اس شرک سے بچو، کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی

پوشیدہ تر ہے۔

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جب یہ چیونٹی کی

چال سے بھی پوشیدہ اور باریک ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ

نے فرمایا: یہ کہا کرو:

”اللهم إنا نعوذ بك أن نشرك بك شيئاً نعلمه

ونستغفرك لما لا نعلمه“ (۱)۔

(۱) اسے امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے ۴/۴۰۳، اس کی سند جدید ہے، نیز دیکھئے: صحیح

الجامع ۳/۲۳۳، صحیح الترغیب والترہیب از علامہ البانی ۱/۱۹۔

اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ چاہتے ہیں کہ کسی ایسی چیز کو تیرا شریک بنائیں جسے ہم جانتے ہوں اور تجھ سے اس چیز کی بخشش مانگتے ہیں جسے ہم نہیں جانتے۔

(۱۳) بندہ کی یہ چاہت کہ اللہ اسے یاد کرے اور وہ اللہ کی یاد کی چاہت کو مخلوق کی مدح و ثنا کی چاہت پر مقدم رکھے۔ ارشاد باری ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ (۱)۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اور نبی کریم ﷺ (حدیث قدسی میں) اپنے رب سبحانہ و تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”أنا عند ظن عبدي بي، وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني في نفسه ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملأٍ ذكرته في ملأٍ خبيرٍ منهم، وإن تقرب إلي شبراً تقربت إليه ذراعاً، وإن تقرب إلي ذراعاً تقربت منه

(۱) سورة البقرہ: ۱۵۲۔

باعاً، وإن أتاني يمشي أتيته هرولةً“ (۱)۔

میں اپنے سلسلہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے نفس میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی جماعت کے درمیان یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ کے بقدر قریب آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے درمیان کی دوری کے بقدر اس سے قریب آتا ہوں، اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔ واللہ المستعان (۲)۔

(۱) متفق علیہ، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: بخاری (الفاظ بخاری ہی کے ہیں) کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَيَحْذَرُكَمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ ۲۱۶/۸، حدیث نمبر: (۷۴۰۵) مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ ۲۰۶۱/۴، حدیث نمبر: (۲۶۷۵)۔

(۲) مذکورہ امور کی تفصیل کے لئے دیکھئے: منہاج القاصدین، ص ۲۲۱ تا ۲۲۳، کتاب الاخلاص از حسین عوانتہ، ص ۶۳ تا ۶۴، الریاء ذمہ و اثرہ السیء فی الامۃ از سلیم ہلالی، ص ۲۱ تا ۲۷، الاخلاص والشکر، از ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللطیف، ص ۱۳۔

(۱۴) لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کا لالچ نہ کرنا، کیونکہ اخلاص اور مدح و ثنا کی محبت اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کے لالچ کا ایک دل میں اکٹھا ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح آگ اور پانی کا اور گوہ اور مچھلی کا یکجا ہونا محال ہے، چنانچہ جب آپ کے جی میں اخلاص کی چاہت پیدا ہو تو سب سے پہلے لالچ کی طرف متوجہ ہو کر اسے لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کی ناامیدی کی چھری سے ذبح کر دیں، لالچ کے ذبح کرنے کو اس بات کا یقینی علم آسان اور سہل بنا دیتا ہے کہ لالچ کی جانے والی ہر چیز کا خزانہ اللہ واحد ہی کے ہاتھ میں ہے نہ اللہ کے علاوہ کوئی اس کا مالک ہے نہ اس کے سوا کوئی بندہ اس میں سے کچھ عطا کر سکتا ہے (۱)۔

(۱۵) اخلاص کے فوائد و ثمرات اور دنیا و آخرت میں اس کے نیک انجام کی معرفت حاصل کرنا، ان ثمرات میں سے یہ بھی ہے کہ اخلاص امت کی نصرت، اللہ کے عذاب سے نجات، دنیا و آخرت میں منازل و درجات کی بلندی، دنیا میں گمراہی سے حفاظت، اللہ عز و جل کی اور اہل

(۱) دیکھئے: الفوائد، از ابن القیم، ص: ۲۶۷-۲۶۸۔

ارض و سماء کی بندہ سے محبت سے شرفیابی، نیک نامی، دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات، نیک بختی اور توفیق الہی کا احساس و شعور اور اس سے اطمینان، پریشانیوں اور دشواریوں کے برداشت کی قوت، دلوں میں ایمان کی آرائش و زیبائش، دعا کی قبولیت، نیز قبر میں نعمت اور خوشی کی بشارت کا سبب ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے (۱)۔

لہذا جس مسلمان کو اللہ کی خوشنودی اور اپنی نجات کی طلب اور اللہ کی محبت کی چاہت ہو اسے چاہئے کہ اخلاص کے حصول اور ریاکاری سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔

میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے، آپ کو، مسلمانوں کے تمام دعا و مبلغین اور ان کے ائمہ کو نیز عام لوگوں کو اس خطرناک مصیبت سے محفوظ رکھے۔ (آمین) ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

(۱) دیکھئے: کتاب الاخلاص از عوانشہ، ص ۶۴ تا ۶۶۔

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	موضوعات و مضامین
۳	عرض مترجم
۸	بسم اللہ الرحمن الرحیم
۹	مقدمہ از مؤلف
۱۵	☆☆ پہلا بحث: اخلاص کا نور
۱۵	☆☆ پہلا مطلب: اخلاص کا مفہوم
۱۵	اخلاص کی لغوی تعریف
۱۵	اخلاص کی حقیقت (اصطلاحی تعریف)
۱۷	☆☆ دوسرا مطلب: اخلاص کی اہمیت
۱۸	۱- ارشاد باری: ﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾
۱۸	۲- ارشاد باری: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ...﴾



- ۳۲- ارشاد نبوی: ”تم اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے جو کچھ بھی خرچ“۔
- ۳۳- ارشاد نبوی: ”دنیا چار قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔“۔
- ۳۵- ارشاد نبوی: ”اللہ عز و جل نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں۔“۔
- ۳۵- ☆ چوتھا مطلب: اخلاص کے فوائد و ثمرات۔
- ۳۵- ۱- دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اخلاص...۔
- ۳۵- ۲- اخلاص اعمال کی قبولیت کا سبب ہے بشرطیکہ...۔
- ۳۶- ۳- اخلاص کے نتیجہ میں بندے کو اللہ کی اور پھر فرشتوں...۔
- ۳۶- ۴- اخلاص عمل کی اساس اور اس کی روح ہے۔
- ۳۶- ۵- اخلاص تھوڑے عمل اور معمولی دعا پر بیش بہا اجر...۔
- ۳۶- ۶- مخلص کا ہر عمل جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو...۔
- ۳۶- ۷- مخلص جس عمل کی بھی نیت کرے لکھ لیا جاتا ہے...۔
- ۳۶- ۸- مخلص اگر سو جائے یا بھول جائے تو معمول...۔
- ۳۷- ۹- اگر مخلص بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو...۔
- ۳۷- ۱۰- اخلاص کے سبب اللہ تعالیٰ امت کی مدد فرماتا ہے۔
- ۳۷- ۱۱- اخلاص آخرت کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔

- ۱۹- ۳- ارشاد باری: ﴿قُلْ إِنْ صَلَاتِي وَنَسْكَي وَمَحْيَايَ...﴾
- ۱۹- ۴- ارشاد باری: ﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيُبْلُوَكُمْ...﴾
- ۲۰- ۵- ارشاد باری: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ...﴾
- ۲۱- ۶- ارشاد باری: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ...﴾
- ۲۲- تین چیزیں ایسی ہیں جن پر کسی مسلمان کا دل خیانت...۔
- ۲۲- ☆ تیسرا مطلب: اچھی نیت کا مقام اور اس کے ثمرات
- ۲۵- ارشاد نبوی: ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“۔
- ۲۶- ارشاد باری: ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ...﴾
- ۲۷- ارشاد نبوی: ”جب بندہ بیمار ہو جائے یا حالت سفر میں ہو تو...“۔
- ۲۷- ارشاد نبوی: ”جس شخص کا بھی رات میں اٹھ کر نماز پڑھنے...“۔
- ۲۸- ارشاد نبوی: ”جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرتا ہے اور...“۔
- ۲۸- ارشاد نبوی: ”جو شخص اللہ سے سچی نیت کے ساتھ شہادت...“۔
- ۲۹- ارشاد نبوی: ”تم نے مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو...“۔
- ۳۰- ارشاد نبوی: ”تھوڑا عمل کیا اور زیادہ اجر سے نوازا گیا“۔
- ۳۱- ارشاد نبوی: ”جب بندہ اپنے اہل و عیال پر حصول ثواب کی...“۔

۴۱	ارشاد باری: ﴿من كان يريد الحياة الدنيا...﴾
۴۲	ارشاد باری: ﴿من كان يريد العاجلة عجلنا...﴾
۴۲	ارشاد باری: ﴿من كان يريد حرث الآخرة...﴾
۴۳	ارشاد باری: ﴿فمن الناس من يقول ربنا آتنا...﴾
۴۴	ارشاد نبوی: ”جو کوئی اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خاطر..“
۴۴	ارشاد نبوی: ”اس مقصد سے علم نہ حاصل کرو کہ اس..“
۴۵	ارشاد نبوی: ”تین مقاصد کے لئے علم نہ حاصل کرو..“
۴۷	☆ دوسرا مطلب: دنیا کی خاطر عمل کی قسمیں
۴۷	اس سلسلہ میں سلف صالحین سے چار قسمیں منقول ہیں:
۴۷	پہلی قسم: وہ نیک عمل جسے بہت سے لوگ اللہ کی رضا..
۴۸	دوسری قسم: انسان نیک اعمال انجام دے اور..
۴۸	تیسری قسم: انسان نیک اعمال انجام دے اور اس کی نیت..
۴۹	چوتھی قسم: انسان خالص اللہ وحدہ لا شریک کیلئے اطاعت کا..
۴۹	☆ تیسرا مطلب: ریا کاری کی خطرناکی اور اسکے نقصانات
۵۰	(۱) ریا کاری مسلمانوں کے لئے مسیح دجال سے بھی..

۳۷	۱۲- دنیا و آخرت کی مصیبتوں سے نجات اخلاص کے ثمرات..
۳۷	۱۳- اخلاص کے سبب آخرت میں درجات کی..
۳۷	۱۴- (اخلاص کے سبب) گمراہی سے نجات (ملتی ہے)۔
۳۷	۱۵- اخلاص ہدایت میں اضافہ کا سبب ہے۔
۳۷	۱۶- لوگوں میں نیک نامی اخلاص کے ثمرات میں سے ہے۔
۳۷	۱۷- دل کا اطمینان اور نیک بختی کا احساس۔
۳۷	۱۸- دل (نفس) میں ایمان کی تزئین و آرائش۔
۳۸	۱۹- مخلص لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی کی توفیق۔
۳۸	۲۰- حسن خاتمہ۔
۳۸	۲۱- دعاؤں کی قبولیت۔
۳۸	۲۲- قبر میں نعمت اور شادمانی کی بشارت۔
۳۸	۲۳- جنت میں داخلہ اور جہنم سے نجات۔
۳۹	☆ ☆ دوسرا محث: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی تاریکیاں
۳۹	☆ پہلا مطلب: اخروی عمل سے دنیا طلبی کی خطرناکی۔
۴۰	ریا کاری اور آخرت کے عمل سے دنیا طلبی کے درمیان فرق

- ۶۲ ۸- ساتھیوں اور ملاقاتیوں کے ذریعہ ریا کاری...۔
- ۶۳ ۹- لوگوں کے درمیان اپنی ذات کی مذمت کے ذریعہ ریا...۔
- ۶۳ ۱۰- عمل کرنے والا اپنی نیکی چھپائے، اس طور پر...۔
- ۶۳ ۱۱- انسان اخلاص کو اپنے مقاصد کے حصول کا...۔
- ۶۵ ☆ پانچواں مطلب: ریا کی قسمیں اور عمل پر اس کا اثر
- ۶۵ (۱) عمل سراسر دکھاوا ہو...۔
- ۶۶ (۲) عمل تو اللہ کے لئے ہو لیکن شروع سے اخیر...۔
- ۶۶ (۳) اصل عمل تو خالص اللہ کے لئے ہو پھر عبادت کے دوران...۔
- ۶۶ ایسی عبادت دو حالتوں سے خالی نہیں:
- ۶۶ (الف) عبادت کے ابتدائی حصہ کا آخری حصہ سے ربط نہ ہو...۔
- ۶۷ (ب) عبادت کے ابتدائی... دو حالتوں سے خالی نہیں:
- ۶۷ پہلی حالت: ریا کاری اس کے دل میں کھٹکی ہو پھر...۔
- ۶۸ دوسری حالت: ریا کاری اس کے ساتھ بدستور...۔
- ۶۸ (۴) ریا کاری عبادت سے فارغ ہونے کے بعد ہو۔
- ۶۹ ☆ چھٹا مطلب: ریا کاری کے اسباب و محرکات

- ۵۱ (۲) ریا کاری بکریوں کے درمیان بھیڑیے کے وجود سے بھی...۔
- ۵۱ (۳) ریا کاری اعمال صالحہ کے لئے بہت بڑا خطرہ...۔
- ۵۵ (۴) ریا کاری آخرت کے عذاب کا سبب ہے...۔
- ۵۶ (۵) ریا کاری ذلت و خواری اور پستی و رسوائی کا سبب...۔
- ۵۷ (۶) ریا کاری آخرت کے ثواب سے محروم کر دیتی ہے۔
- ۵۸ (۷) ریا کاری امت کی شکست اور پسپائی کا سبب ہے۔
- ۵۸ (۸) ریا کاری گمراہی میں اضافہ کرتی ہے۔
- ۵۹ ☆ چوتھا مطلب: ریا کاری کی قسمیں اور اس کی باریکیاں
- ۵۹ ۱- بندہ کا مقصود اللہ کے علاوہ (کچھ اور) ہو اور...۔
- ۶۰ ۲- بندہ کا مقصود اللہ کی رضا ہو لیکن جب...۔
- ۶۱ ۳- بندہ اللہ کے واسطے عبادت میں داخل ہو اور...۔
- ۶۱ ۴- جسمانی ریا کاری، جیسے کوئی شخص پیلا پن اور...۔
- ۶۱ ۵- لباس یا وضع قطع کے ذریعہ ریا کاری...۔
- ۶۲ ۶- قولی ریا کاری: یہ عام طور پر وعظ و نصیحت نیز...۔
- ۶۲ ۷- عملی ریا کاری: جیسے دکھاوے کے لئے نمازی کا نماز...۔

- ۷۹ (ز) ”ایک نماز قبول کر لی ہے...محبوب ہے“۔
- ۷۹ (ک) ”میں نے ایک سو بیس انصاری صحابہ کو پایا۔“۔
- ۸۰ (۵) اللہ کی مذمت سے فرار۔
- ۸۱ (۶) جن چیزوں سے شیطان دور بھاگتا ہے ان کی معرفت۔
- ۸۲ (۷) کثرت سے خیر کے کام اور خفیہ عبادتیں انجام دینا۔
- ۸۲ (۸) لوگوں کی مذمت اور تعریف کی پروا نہ کرنا۔
- ۸۵ (۹) موت کی یاد اور قلت آرزو۔
- ۸۶ (۱۰) سوء خاتمہ کا خوف۔
- ۸۶ (۱۱) مخلص و تقویٰ شعرا افراد کی صحبت اور ہم نشینی۔
- ۸۷ (۱۲) اللہ عزوجل سے دعا و مناجات اور اس کی پناہ لینا۔
- ۸۸ (۱۳) بندہ کی یہ چاہت کہ اللہ سے یاد کرے اور وہ اللہ...۔
- ۹۰ (۱۴) لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس کی لالچ نہ کرنا۔
- ۹۰ (۱۵) اخلاص کے فوائد و ثمرات.. نیک انجام کی معرفت۔
- ۹۳ فہرست مضامین

- ۷۰ ۱- حمد و ثنا اور مدح و ستائش کی لذت کی محبت و چاہت۔
- ۷۰ ۲- مذمت و برائی سے فرار۔
- ۷۰ ۳- لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس کی لالچ۔
- ۷۲ ☆☆ ساتواں مطلب: اخلاص کے حصول کے طریقے اور ریا کاری کا علاج
- ۷۲ (۱) دنیا کی خاطر عمل اور ریا کے اقسام و اسباب...۔
- ۷۳ (۲) اللہ کی عظمت کی معرفت۔
- ۷۳ (۳) آخرت میں اللہ کی تیار کردہ چیزوں کی معرفت...۔
- ۷۳ (۴) دنیا کے لئے عمل کرنے نیز عمل کو ضائع کرنے والی ریا...۔
- ۷۶ صحابہ کرام اور تابعین.. کا اس خطرناک بلا سے خوف:
- ۷۶ (الف) ارشاد باری: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا...﴾
- ۷۷ (ب) ”میں نے تمیں صحابہ.. نفاق کا خطرہ محسوس کرتے..“۔
- ۷۸ (ج) ”میں نے جب بھی... میں جھٹلانے والا نہ ہوں“۔
- ۷۸ (د) ”(ریا کاری) سے مومن ہی ڈرتا ہے اور اس..“۔
- ۷۸ (ھ) ”کیا رسول اللہ ﷺ نے میرا بھی نام منافقوں میں..“۔
- ۷۹ (و) ”اے اللہ میں نفاق کے خشوع سے تیری پناہ چاہتا..“۔